خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھنا اور اُس کی معیّن کی ہوئی صراطِ مستقیم پر چلنا ضروری ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹؍جنوری ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب جماعت احمدیہ قریباً ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ چنانچہ گذشتہ تین سالوں سے مختلف ممالک کے وفود جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آتے رہے ہیں کوئی وفد پانچ ہزار میل سے اور کوئی دس ہزار میل سے آتا ہے۔ غرض ہمارے یہ احباب بڑے لمبے فاصلے طے کر کے مرکزِ سلسلہ میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ توفیق دیتا ہے کہ وہ یہاں آ کر دین کی باتیں سُنیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کر کے واپس جائیں اور اپنے اپنے ملک کی رُوحانی اور اخلاقی تربیت کی طرف پہلے سے زیادہ اور شدید جذبہ کے ساتھ متوجہ ہوں۔

گذشتہ جلسہ سالانہ پر سب سے بڑا وفد امریکہ سے آیا تھا جو ۴۱ مرد و زن پر مشتمل تھا ہمارے یہ دوست آج واپس جا رہے ہیں اور چونکہ انہیں جمعہ کی نماز کے بعد یہاں سے جلد روانہ ہونا چاہیئے اس لئے اُن کی خاطر ایک تو میں اپنے خطبہ کو مختصر کروں گا دوسرے اختصار کے ساتھ میں ساری جماعت کو عموماً اور اس وفد کو خصوصاً چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رب العالمین پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے یعنی اللہ پر جو رب العالمین ہے اور دیگر صفات حسنہ سے متصف ہے اور جس کے اندر کوئی نقص یا برائی، کوئی خامی یا کمی نہیں ہے مگر رب العالمین پر ایمان کا صرف دعویٰ کافی

نہیں قرار دیا گیا بلکہ فرمایا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حٰمٓ السجدة:۳۱) گویا اس دعویٰ کے ساتھ استقامت کی شرط رکھی گئی ہے چنانچہ اس آیہ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والوں کو جس جنت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ اُن کو تبھی مل سکتی ہے جب وہ رب العالمین پر ایمان کے ساتھ استقامت بھی دکھائیں۔ استقامت کے معنے یہ ہیں کہ رب العالمین نے انسانی ترقیات کے لئے جو سیدھی راہیں معیّن کی ہیں ان راہوں پر سختی سے گامزن ہوا جائے۔ دنیا کی کوئی طاقت یا دنیا کا کوئی ابتلاء اور امتحان انسان کو صراط مستقیم سے ہٹا نہ سکے۔

غرض ہمارا رب رب العالمین ہے اگر ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارے رب نے ہمارے لئے جو صراطِ مستقیم معیّن کی ہے ہم اس پر چلتے ہیں تو ہمیں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ تمہیں وہ جنت دی جائے گی جس کا ذکر تفصیل سے قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اور جس کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے پائی جاتی ہے یا وہ تفسیر ہے جو آپ پر فدا ہونے والے بعض مقربین الٰہی نے کی ہے جو امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔

پس رَبُّنَا اللّٰهُ، رَبُّنَا اللّٰهُ کہنا بھی ضروری ہے اور اس رب کی قائم کردہ صراطِ مستقیم پر چلنا بھی ضروری ہے اس صورت میں پھر خدا تعالیٰ نے کہا ہے مَیں تمہیں اس دنیا میں بھی جنت دوں گا اور مرنے کے بعد تم ایک اور ابدی جنت کے وارث کئے جاؤ گے۔

دوسری بات جو اختصار کے ساتھ مَیں اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ اَور ہوتی ہے اور دنیا کے رستے اَور ہوتے ہیں۔ جو عزت انسان کو خدا سے ملتی ہے اس کی کیفیت کچھ اَور ہوتی ہے اور جو عزتیں انسان آپس میں بانٹ لیتے ہیں یعنی دنیوی عزتیں، اُن کی کیفیت کچھ اَور ہوتی ہے۔ دنیا دار بسا اوقات دُنیوی عزتوں کی بیچ میں خدا تعالیٰ کے تقویٰ کو اختیار کرنے سے رُک جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (البقرة:۲۰۷) جب ایسے لوگوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ دُنیا کے تعلقات اور وہ عزتیں جو تم نے ایک دوسرے کو دے رکھی ہیں ان کی طرف نگاہ نہ رکھو۔ اُن سے پیار نہ کرو، اُن سے اپنے دل کو نہ باندھو بلکہ خدا تعالیٰ کا

تقویٰ اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ، خدا تعالیٰ جو سب عزتوں کا سرچشمہ ہے اسی سے سب عزتیں حاصل کرو تو دنیا کی عزتیں اور دنیا کی عزتوں کی پچ ایسے شخص کو گناہ کی طرف لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور لے جاتی ہے۔ فرمایا:-

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے قہر کی آگ میں جلنا پڑے گا۔

تیسری بات جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ تو درست ہے کہ قرآن کریم نے ہمیں یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ خود کو خدا تعالیٰ کے غضب اور قہر سے بچاؤ لیکن جو ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے اسی لئے فرمایا:-

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۷) البتہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پر قرآن کریم نے زور دیا ہے جیسا کہ فرمایا:-

لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ:۱۰۶) اگر تمہارے ماں باپ، بیٹے اور بیٹیاں گمراہ ہوتی ہیں اور تم ہدایت پر قائم رہتے ہو تو ان کی گمراہی جو ان سے تعلق رکھتی ہے اس کا تمہیں ضرر نہیں پہنچے گا۔ تم اپنی فکر کرو۔ ہر شخص مرد ہو یا عورت اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنی ذات کی فکر کرنی چاہیئے۔

یہ ایک بنیادی حکم ہے جو ہمیں دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ کا بھی حکم دیا گیا ہے یعنی نیکی کی باتوں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور نیکی کے قیام کے لئے ایک دوسرے کا ممد و مددگار رہنا۔ اس لئے ہمیں یہ کہا گیا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرۃ:۲۰۹) اسلام نے اس دنیا میں ایک حسین معاشرہ قائم کرنا چاہا ہے تم سارے کے سارے بغیر کسی استثناء کے اس میں داخل ہونے کی کوشش کرو۔ تم ایک دوسرے کی مدد کرکے ایک دوسرے کا خیال رکھ کر اور اپنے ماحول کو ناپاکی، گندگی اور گناہ سے بچا کر ایسے حالات پیدا کرو کہ کوئی شخص بھی اس معاشرہ سے باہر نہ رہے۔

چوتھی بات اسلام کے حسین معاشرہ سے باہر رہنے والوں کے متعلق ہے۔ دنیا میں ہمیں چار قسم کے گروہ نظر آتے ہیں ایک تو ان لوگوں کا گروہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں انتہائی

قربانیاں دے کر اس کے پیار کو حاصل کر لیتے ہیں اور وہ جب تک اس دنیا میں زندہ رہتے ہیں خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے باوجود ان کے لبوں پر ہر وقت یہ دعا رہتی ہے کہ اے خدا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلتیں ہمیں تیرا قُرب پا لینے کے بعد پھر تجھ سے دور لے جائیں اور ہمارا خاتمہ بالخیر نہ ہو۔

دوسرا گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اس روحانی معیار پر پہنچا ہوا نہیں ہوتا وہ کمزور ہوتا ہے اور زیر تربیت بھی لیکن اس کی اپنی کوشش ہر وقت یہی رہتی ہے کہ وہ تقویٰ کے میدانوں میں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو نباہنے میں ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے بھائیوں سے تعاون عَلَى الْبِرِّ کرتے ہیں اور ان کے بھائی ان کے ساتھ تعاون عَلَى الْبِرِّ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جب فضل کرتا ہے تو ان لوگوں کو بھی اپنے مخلص اور چنیدہ بندوں کے گروہ میں شامل کر لیتا ہے یعنی ان مخلصین کے گروہ میں جو پہلے تیار ہو چکا ہوتا ہے۔

تیسرا گروہ ایسے کمزور لوگوں کا ہے جن کے دلوں میں مرض ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ (البقرة:۱۱) لیکن وہ انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ اس مرض اور اس کمزوری کا علاج ہو۔ یہ دراصل کمزور اور زیر تربیت گروہ کا دوسرا حصہ ہے۔ ان کے لئے روحانی ترقیات کی راہوں کو اختیار کرنا کمزور اور زیر تربیت گروہ کے پہلے حصہ کی نسبت زیادہ مشکل ہوتا ہے اس لئے کہ جس وقت یہ اپنے جیسے یا اپنے سے بڑھ کر بیمار دلوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں تو ان کا اثر قبول کر لیتے ہیں اور جس وقت وہ مومنین کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو ان کی روحانی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے اندر اصلاح کی طرف توجہ پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگ اپنے روحانی مجاہدہ میں نہ تو اس قدر ترقی یافتہ ہوتے ہیں کہ ہم ان کو زیر تربیت یعنی آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے گروہ میں شامل کر لیں جن کے لئے خدا کے فرشتے بھی ان کے ساتھ مل کر دعا کرتے ہیں کہ مرنے سے پہلے وہ بلند مقام پر پہنچیں

اور ان کا خاتمہ بالخیر ہو۔ لیکن ہم ان کو منافق بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ابھی ان کی کمزوری نفاق کی حد تک نہیں پہنچی ہوتی۔ قرآن کریم نے سورۃ بقرہ کے شروع میں منافقین کا جو ذکر کیا ہے اس میں فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا بھی کہا ہے جب کہ قرآن کریم کی بعض دوسری آیات میں صرف اتنا بتایا ہے کہ ان کے دلوں میں مرض ہے۔

چوتھا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کے دل میں مرض بھی ہے اور جن سے اعمال بھی وہی سرزد ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کے نفاق اور ان کی اس قلبی مرض کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور ان کا مستقبل ان کے ماضی سے زیادہ خراب، زیادہ بھیانک اور خدا تعالیٰ سے زیادہ دور لے جانے والا بن جاتا ہے۔

اب میں اپنے امریکن بھائیوں سے یہ کہوں گا کہ جو پاکستانی احمدی آپ کو امریکہ میں نظر آتے ہیں ان میں ان چاروں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ یہ نہ سمجھیں کہ بوجہ اس کے کہ وہ پاکستانی احمدی ہیں وہ آپ کے لئے نمونہ ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو آپ کے لئے واقعی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صدق وثبات اور محبت و وفا میں اَور بھی بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے ان پر اَور بھی نازل ہوں۔ وہ آپ کے لئے نمونہ بنیں اور خدا کرے آپ میں سے بھی ایک گروہ پیدا ہو جو ان کے لئے نمونہ بنے اور اس طرح ہم اپنے مقصود کو پالینے والے ہوں یعنی ساری کی ساری نوع انسانی کو امت واحدہ بنانے کی اس عظیم مہم میں کامیاب ہوں جس کے لئے مہدی معہود کو مبعوث کیا گیا ہے لیکن جس طرح امریکہ کے مقامی احمدیوں میں بعض کمزور احمدی بھی ہیں اور زیر تربیت بھی۔ اُسی طرح امریکہ میں بسنے والے پاکستانی احمدیوں میں بھی بعض کمزور احمدی ہیں لیکن ان کا تعلق دوسرے گروہ کے ساتھ ہے جن کے متعلق میں نے بتایا ہے کہ ان کو اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور ان کی ہر دم یہ کوشش ہوتی ہے اور وہ اس مجاہدے میں مشغول رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں کو دور کرے اور ان کے بھائی تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المائدۃ: ۳) کے حکم کے ماتحت اُن کی کمزوریوں کو دور کرنے میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں، دعاؤں سے ان کی مدد کرتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور ان کی کوششوں کو حسین بنا کر پیار کی نگاہ سے انہیں دیکھنے لگ جائے گا۔ اسی طرح امریکہ میں وہ پاکستانی احمدی بھی ہیں جن کے دلوں میں مرض تو ہے لیکن جنہیں ہم منافق نہیں کہہ سکتے۔ ان کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ آپ میں سے وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے ان کا فرض ہے کہ ایسے کمزور لوگوں کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں تا کہ جتنا وقت ایسے لوگ منافقانہ ماحول میں گزارتے ہیں اس سے زیادہ وقت وہ آپ کی صحبت میں رہ کر اپنے آپ کو سنوارنے میں خرچ کرنے لگیں۔

پاکستانی احمدیوں میں بعض پورے منافق بھی ہیں یعنی ایسے لوگ بھی ہیں جن کو قرآن کریم نے منافق کہا ہے اور جن کا ذکر قرآن کریم نے منافقانہ گروہ کے ذکر میں کیا ہے۔ غرض ان تمام عادتوں اور فتنوں اور مصلح ہونے کے تمام دعاوی کے ساتھ وہاں بعض منافق ہیں اور ہم ان کو جانتے ہیں لیکن یہ منافق تو آپ کے راہبر و رہنما نہیں اور نہ ہی وہ آپ کے لئے نمونہ ہیں۔ ان کے بد اثر سے بچنے کی آپ کو دعا مانگنی چاہیئے یعنی یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ ان کی بدصحبت سے امریکہ کے کسی احمدی میں بھی نفاق کا مہلک مرض پیدا نہ ہونے پائے۔ آپ کو یہ دعا بھی مانگنی چاہیئے اور تدبیر بھی کرنی چاہیئے کہ ان کی منافقانہ حرکات سے جماعت میں کمزوری نہ پیدا ہو۔ اسی طرح آپ کو یہ دعا بھی مانگنی چاہیئے اور تدبیر بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کو دور کرے اور اس مہلک اور روحانیت کو تباہ کرنے والی بیماری سے ان کو شفا دے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔ جیسا کہ اسلامی تاریخ سے ہمیں پتہ لگتا ہے ایسا ممکن ہے کیونکہ جس طرح ایک شخص جو مقرب الٰہی ہے وہ اپنے غرور کے نتیجہ میں حصول قرب کے بعد اللہ تعالیٰ سے دوری کی راہوں کو اختیار کر لیتا ہے اسی طرح ایک منافق اپنے پورے نفاق کے باوجود عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اصلاح نفس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل کا وارث بھی ہو جاتا ہے۔

پس جہاں تک منافقین کا تعلق ہے ہمیں ان کے بارہ میں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کی اصلاح کے لئے کوشش اور دعا کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے لیکن ان کے بد اثر سے بچنا بھی

ضروری ہے۔

اس وقت امریکی وفد کے ساتھ جو دوست مقرر ہیں وہ ان کو بتا دیں کہ میں نے مختصراً یہ باتیں ان کے لئے کہی ہیں ویسے تو یہ باتیں ایسی ہیں جن کا تعلق ساری جماعت سے ہے۔ ہماری یہ دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو سچ مچ اور واقع میں اس جنت کا وارث بنا دے جس کے وارث ثبات قدم دکھانے والے اور رَبُّنَا اللّٰہ! رَبُّنَا اللّٰہ!! کہنے والے مومن ہوتے ہیں یہی وہ جنت ہے جس کا قرآن کریم میں کثرت سے ذکر آتا ہے اور جس کے متعلق اتنی بشارتیں ہیں کہ ہم ان کو بیان نہیں کر سکتے۔ اتنی بشارتیں ہیں کہ ان کا وہ حصہ جو ہم پا لیتے ہیں اس کا بھی شکر ممکن نہیں ہے اور نہ وہ الفاظ ملتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے احسانات کا کماحقہٗ شکر ادا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ تھوڑے کو قبول کر لیتا ہے۔ اسی واسطے اس نے کہا ہے میں اپنے نیک بندوں کو دس گنا زیادہ اجر دیتا ہوں، ۲۷ گنا زیادہ اجر دیتا ہوں۔ مختلف احادیث میں مختلف اضافوں کے ساتھ اجر دینے کا ذکر ہے لیکن اس محدود زندگی کے بدلے میں جس ابدی جنت کا وعدہ دیا گیا ہے اس میں تو کوئی نسبت قائم نہیں رہتی۔ سب نسبتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ جو قائم رہنے والی چیز ہے وہ اللہ کی ذات اور اس کی رحمتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی ہم پر اپنی رحمت کا سایہ رکھے اور اس سے دوری کا فتنہ ہماری راہ میں روک نہ بنے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱؍جون ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۴)